عصرِ حاضر میں اخوت کے تقاضے

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامی جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

ALLAH! (peace be upon him) is the only creater of all his creations. He made Human beings as superior to all his creatures/creations. A man has a vital role in an Islamic society. He has to establish peace, brotherhood and social justice in the society.

In Islamic teachings, there are six main types of "Brothers" They are as follows:

1. *Real brother(of same parents)*
2. *Razai brother(Milk taking together with a woman)*
3. *Allati brother(having same father and different mothers)*
4. *Akhyafi brother(having same mother and different fathers)*
5. *Teaching(Ustad) brother (having same teachers)*
6. *Guid (Peer) brother (having same spritual guide)*
7. *Arafati brother(performed Hajj together) etc*
8. *Relative brother(Specially inlaws)*
9. *Islami brother(On the basis of Deen-e-Islam)*

ALLAH!(peace be upon him) gave some rights and duties to every person they are termed as "Huqooq al Allah" (Rights of Allah),"Huqooq al Ebad" (Rights of people) and Huqooq al Nafs (Rights of a person). If a person tries to balance all these three rights, he may get success here and hereafter.

If a person pays his duties for the welfare of his brothers as well as for the huminity, he will also succed every where.

Key Words:Creater,BrotherHood,Rights,Duties,Spritual Guide.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، اسے نیک و بد اور اچھے و برے کی تمیز سکھائی، رشتوں، ناطوں میں جوڑا، ددھیال، ننھیال، سسرال اور احباب سے منسلک کیا۔ حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق الذات (النفس) میں اعتدال و توازن قائم رکھنے کا حکم۔ خصوصاً بھائی چارہ کے متعلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِہٖۤ اِخۡوَانًا (۱)

''پھر تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی تو تم اس (رب) کی نعمت سے بھائی بھائی ہو گئے۔''

اسی طرح اللہ رب العزۃ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ (۲)

''بیشک مومنین تو آپس میں بھائی ہیں تو اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادیا کرو۔''

قرآنِ مجید میں بھائی کے لئے اسّی (۸۰) سے زائد آیات ہیں۔ اسی طرح ان کی تفسیر میں سو سے زائد احادیث وارد ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ نے ہجرت مدینہ کے فوراً بعد ریاستِ مدینہ کے قیام کے لئے ''مواخاہ بین المہاجرین والانصار'' قائم کی۔ جس کے بعد مہاجرین نے انصار کو دین سکھایا اور انصار نے مہاجرین کی، معاشی و معاشرتی، دنیاوی معاملات میں معاونت کی۔ کئی احادیثِ مبارکہ میں تواتر کے ساتھ یہ الفاظ وارد ہیں۔

کونوا عِبَادَ اللّٰہِ اِخۡوَانًا (۳)

''اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ!''

اسی طرح ایک اور حدیثِ مبارکہ ہے:

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اَلۡمُسۡلِمُ اَخُو الۡمُسۡلِمِ لَا یَخُوۡنُہٗ وَلَا یُکَذِّبُہٗ وَلَا یَخۡذُلُہٗ، کُلُّ الۡمُسۡلِمِ عَلَی الۡمُسۡلِمِ حَرَامٌ عِرۡضُہٗ وَمَالُہٗ وَدَمُہٗ اَلتَّقۡوٰی ھٰھُنَا بِحَسۡبِ امۡرَیٍٔ مِنَ الشَّرِّ اَنۡ یَحۡقِرُ اَخَاہُ الۡمُسۡلِمِ. (۴)

''حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس سے خیانت نہیں کرتا، دانستہ اسکو جھوٹی اطلاع نہیں دیتا اور نہ ہی اُسے رسوا کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کی عزت، اس کا مال اور اس کا خون۔ تقویٰ یہیں (دل میں) ہے کسی آدمی کے لئے یہی امر بہت بڑا شر ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنے لگے۔''

حدیث مذکورہ میں مسلمانوں کے ایک دوسرے پر برادرانہ حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسرے مسلمان کی تکفیر کر کے اس کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک کہ کسی مسلمان بھائی کو کافر کہنے سے بھی روکا گیا ہے اور اس طرح تنبیہ کی گئی ہے کہ:

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَیُّمَا رَجُلٌ قَالَ لِاَخِیۡہِ کَافِرٌ فَقَدۡ بَآءَ بِھِمَا اَحَدُھُمَا. (۵)

''حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہے تو ان دونوں میں سے ایک اس کا مستحق ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی مسلمان بھائی کو کافر نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اُس سے حسنِ اخلاق سے پیش آنا چاہیے۔''

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ اَبِی ذَرؓ قال قال نبی ﷺ لا تَحْقِرَنَّ مِنَ المَعْرُوْفِ شَیاً وَّ لَو اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْهِ طَلِیْقٍ. (٦)

''حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بھلائی میں سے کسی بھی شئے کو حقیر مت سمجھو اگرچہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ مسکراتے چہرے سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔''

اُمتِ مسلمہ میں برادری اور بھائی چارے کے لحاظ سے بھائی کی کئی اقسام ہیں جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔حقیقی یا سگا بھائی: جو ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوں۔

☆۔رضاعی بھائی: دودھ شریک بھائی۔

☆۔علاّتی بھائی: جن کے باپ ایک ہوں اور مائیں الگ الگ ہوں۔

☆۔اخیافی بھائی: جو ایک ہی ماں کی اولاد ہوں مگر ان کے باپ الگ الگ ہوں۔

☆۔استاد بھائی: وہ شاگرد جو ایک ہی استاد کے حلقۂ درس سے وابستہ ہوں۔

☆۔پیر بھائی: وہ مریدین جو ایک ہی پیر کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوں۔

☆۔عرفاتی بھائی: وہ مسلمان حجاج جو سفرِ حج اور میدانِ عرفات میں ایک ساتھ رہیں۔

☆۔رشتے کا بھائی: چچازاد، تایازاد، پھوپھی زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، وغیرہ، خصوصاً ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف

☆۔اسلامی بھائی: دین اسلام کے ماننے والے۔ وغیرہ۔

بھائی کسی بھی قسم کے ہوں لیکن ان کے آپس میں ایک دوسرے پر حقوق العباد لاگو ہوتے ہیں۔ انہیں ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا چاہیے جیسا کہ حدیثِ مبارکہ ہے:

عَنْ اَبِی هُرَیرَةَ عَنِ النَّبِی ﷺ قَالَ مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً مِّنْ کُرَبِ الدُّنْیَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ کُرْبَةِ یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَمَنْ یَسَّرَ عَلیٰ مُعْسِرٍ فِی الدُّنْیَا یَسَّرَ اللّٰهُ عَلَیهِ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ عَلٰی مُسْلِمٍ فِی الدُّنْیَا سَتَرَ اللّٰهُ عَلَیهِ فِی الدُّنْیا وَالآخِرَةِ وَاللّٰه فِی عَونِ العَبَدِ مَاکَانَ العَبْدُ فِی عَونِ اَخِیْهِ (٧)

''حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی کسی مسلمان سے کوئی دنیوی سختی دور کرے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں سے کوئی سختی دور فرمائے گا۔ اور جو آدمی دنیا میں کسی تنگدست کو آسانی پہنچائے اللہ تعالیٰ اُسے دنیا وآخرت میں خوشحال فرمائے گا۔ اور جو شخص دنیا میں کسی مسلمان کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد میں رہے۔''

اسی طرح بھائیوں میں کیسے ہی اختلافات کیوں نہ ہوں قطع تعلق یا قطع رحمی ہر گز نہیں کرنی چاہیے کیونکہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنْ اَبُوایُّوبِ الانْصَارِیِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ لَا یَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثٍ یَلْتَقِیَانِ فَیَصُدُّ ھٰذَا وَیَصُدُّ ھٰذَا وَ خَیْرُ ھُمَا الَّذِی یُبْدَأُ بِالسَّلَامِ. (۸)

''حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے (ناراض رہے) کہ دونوں کی ملاقات ہو تو یہ اِدھر منہ پھیرے اور وہ اُدھر منہ پھیرے۔ ان میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔''

اس کے علاوہ ایمان کی خصلتوں میں سے ایک خصلت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ:

عَنْ اَنَسْ بِنْ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبُّ لِاَخِیْہِ اَوْقَالَ لِجَارِہٖ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ. (۹)

''حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک کہ وہ اپنے بھائی یا پڑوسی کے لئے وہی پسند نہ کرے جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔''

اللہ العزۃ نے اپنے بندوں کے لئے تین اقسام کے حقوق متعین فرمائے ہیں۔

☆۔حقوق اللہ ☆۔حقوق العباد ☆۔حقوق الذات

جو بندہ ان تینوں اقسام کے حقوق کو اعتدال کے ساتھ ادا کرتا ہے، وہ متوازن شخصیت کا حامل ہوتا ہے۔ ''شمائل ترمذی'' میں امام ترمذی علیہ الرحمہ نے ایک طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس میں رسولِ کریم ﷺ کے اعتدال کا تذکرہ ہے:

قال الحسین رضی اللّٰہ عنہ فسالت ابی عن دخول رسول اللّٰہ ﷺ فقال کان اذا اویٰ الیٰ منزلہٖ جزّء دخولہ‘ ثلٰثۃ اجزاءً جزءً للّٰہِ عزّ و جل و جزء لاھلہٖ وجزءً لنفسہٖ ثمّ جزّ جزء ہ‘ بینہ‘ و بین الناس فیردّ ذٰلک بالخاصۃ علی العآمۃ ولا یدّ خرو عنھم شیاً وکان من سیرتہٖ فی جزءِ الامّۃ ایثار اھل الفضل باذنہٖ وقسمہ‘ علیٰ قدر فضلھم فی الدین فَمِنْھُم ذوالحاجۃ ومنھم ذوالحاجتین ومنھم ذوالحوائج فیتشاغل بھم ویشغلھم فیما یصلحھم والامۃ من مسئلتھم عنہ واخبارھم بالذی ینبغی لھم و یقول لیبلّغ الشاھد منکم الغائب وابلغوانی حاجۃ من لا یستطیع ابلا غَھا فانّہ‘ من ابلغ سلطاناً حاجۃ من لایستطیع ابلاغھا ثبّت اللّٰہُ قدمیہ یوم القیٰمۃ ولا یذکرُ عندہ‘ الّا ذٰلک ولا یقبل من احدِ غیرہ‘ یدخلون روّاداً ولا یفترقون الّا عن ذواق و یخرجون ادلّۃً یعنی علی الخیر قال فسالْتُہ‘ عن مخرجہٖ کیف کان یصنع فیہ قال کان رسول اللّٰہ ﷺ یخزن لسانہ‘ الّا فیما یعنیہ ویؤلفھم ولا ینفرھم و یکرم کریم کلّ قوم ویُولیہ علیھم و یُحَذِّرُ الناسَ

ویحترس منهم من غیر ان یطوی عن احدٍ منه بشره' ولا خلقه ویتفقد اصحابه' ویسال الناس عما فی الناس و یحسن الحسن ویقویه ویقبح القبیح ویوهیه معتدل الامر غیر مختلف ولا یغفل ومخافة ان یغفلوا اویَملُّوا لکل حالٍ عنده' عتادٌ ولا یقصر عن الحق ولا یجاوزه' الذین یلونه من الناس خیارهم افضلهم عنده' اعمهم نصیحةً واعظمهم عنده' منزلةً احسنهم مواساةً و موازرةً قال فسالته' عَنُ مَجُلِسِهٖ فقال کان رسول اللّٰه ﷺ لا یقوم ولا یجلس الا علیٰ ذکرٍ و اذا انتهیٰ اِلّا به المجلس و یامر بذٰلک یعطی کلّ جلسائهٖ بنصیبهٖ لایحسب جَلِسُیه' ان احداً اکرم علیه منه من جالسه او فاوضه' فی حاجةٍ صابره' حتی یکون هو المنصرف عنه ومن ساله' حاجته' لم یردّه' الا بها اوبمیسورٍ من القول قد وسع الناس بسطه' و خلقه' فصارلهم اباً و صاروا عنده' فی الحق سوآءً مجلسه مجلس حلم وحیآءٍ و صبرو امانةٍ لا ترفع فیه الا صوات ولاتؤبن فیه الحرم ولا تنثیٰ فلتاتهُ متعادلین بل کانوا یتفاضلون فیه بالتقویٰ متوا ضعین یؤ قرون فیه الکبیر و یرحمون فیه الصغیر ویؤترون ذالحاجة ویحفظون الغریب . (۱۰)

''حضرت امام حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد (حضرت علی مرتضیٰؓ) سے رسولِ کریم ﷺ کے گھر تشریف لانے (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ: جب آنحضرت ﷺ گھر تشریف لاتے تو اپنے گھر کے وقت کو ''تین'' حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے، ایک حصہ گھر والوں کے (حقوق کی ادائیگی) کے لئے اور ایک حصہ اپنی ذات کے لئے، پھر اپنا حصہ اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرماتے، پس (اپنے فیوض و برکات) خاص صحابۂ کرام کے ذریعے عام لوگوں تک پہنچا دیتے اور ان سے کوئی چیز روک کر نہ رکھتے، اُمت کے حصے (وقت) میں آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ علم وعمل والوں کو (گھر کے اندر آنے کی) اجازت فرماتے اور ان کی دینی فضیلت کے اعتبار سے ان پر وقت تقسیم فرماتے۔ ان میں سے کسی کی ایک ضرورت ہوتی، کوئی دو ضرورتوں والا ہوتا اور کسی کی بہت سی حاجتیں ہوتیں۔ آپ ان (کی ضروریات) میں مشغول ہوتے اور ان کو ان کی اپنی اور باقی اُمت کی اصلاح سے متعلق کاموں میں مشغول رکھتے۔ ان سے ان کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے مناسب حال ہدایات فرماتے، آنحضرت ﷺ فرماتے، حاضر کو غائب تک سنے ہوئے مسائل پہنچانے چاہیئں اور میرے پاس ایسے آدمی کی ضرورت بھی پہنچایا کرو جو خود نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ جو شخص ایسے آدمی کی حاجات کسی صاحبِ اختیار کے پاس پہنچاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ثابت قدم رکھے گا اور آنحضرت ﷺ کے پاس ایسی ہی ضروریات کا ذکر کیا جاتا تھا۔ آپ اس کے خلاف (فضول

بات) قبول نہیں فرماتے تھے،لوگ آپ کے پاس (علم وفضل کی) چاہت لے کر آتے اور جب واپس جائے تو (علم وفضل کے علاوہ) کھانا وغیرہ بھی کھا کر جاتے اور بھلائی کے راہنما بن کر جاتے ۔(حضرت امام حسینؓ)فرماتے ہیں میں نے اپنے والد ماجد(حضرت علیؓ) سے آنحضرت ﷺ کے ''باہر تشریف لے جانے'' (کی کیفیت) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ: آنحضرت ﷺ اپنی زبانِ مبارک کو صرف بامقصد کلام کے لئے استعمال فرماتے ،صحابہ کرام کو باہم محبت سکھاتے اوران کو جدا نہ ہونے دیتے، آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اوراسے ان پر حاکم مقرر کرتے ،لوگوں کو (عذابِ الٰہی سے) ڈراتے اوران سے اپنی حفاظت فرماتے ،لیکن اس کے باوجود ہر ایک سے خندہ روئی اورخوش اخلاقی سے پیش آتے ،اپنے صحابہ کرام کے حالات دریافت کرتے اورلوگوں کے حالات بھی معلوم فرماتے رہتے ، آپ اچھے کواچھا سمجھتے اوراس کی تائید فرماتے ،برے کو برا سمجھتے اوراُسے ذلیل وکمزور کرتے ۔آپ ہمیشہ میانہ روی اختیار فرماتے ۔اور (صحابہ کرام سے) بے خبر نہ رہتے کہ کہیں وہ غافل یا سست نہ ہو جائیں ۔ آپ کے پاس ہر حالت کے لئے مکمل سامان ہوتا،آپ نہ تو حق سے قاصر رہتے اور نہ آگے بڑھتے (یعنی حق پر رہتے)لوگوں میں سے بہترین افراد آپ کے ہم نشین ہوتے ۔آپ کے نزدیک وہ افضل ہوتا جو لوگوں کا زیادہ خیر خواہ ہوتا، جولوگوں پر زیادہ احسان کرتا اوران سے اچھا برتاؤ کرتا،آپ کے نزدیک وہ بڑے مرتبے والا ہوتا۔(حضرت امام حسینؓ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد(حضرت علیؓ) سے آنحضرت ﷺ کی ''مجلس مبارک'' کے بارے میں پوچھا توانہوں نے فرمایا:رسول اللہ ﷺ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے ،جب آپ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جہاں مجلس ختم ہوتی وہاں تشریف رکھتے اور اسی بات کا حکم بھی فرماتے ،ہر بیٹھنے والے کواس کا حق دیتے (یعنی برابری سے پیش آتے)۔کوئی بیٹھنے والا یہ نہ سمجھتا کہ اس سے کوئی زیادہ باعزت ہے۔جب کوئی شخص آپ کے پاس بیٹھتا یا آپ سے گفتگو کرتا تو جب تک وہ خود نہیں چلا جاتا،آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے اور جو آپ کے سامنے ضرورت پیش کرتا،آپ اس کی حاجت پوری فرماتے ۔یا نرمی سے جواب دے دیتے،آنحضرت ﷺ کی خوش مزاجی اورحسنِ اخلاق عام تھا، چنانچہ آپ لوگوں کے لئے باپ کی طرح تھے اور تمام لوگوں کے حقوق آپ کے نزدیک برابر تھے،آپ کی مجلس، بردباری، حیا،صبراورامانت کی مجلس ہوتی تھی،نہ تو وہاں آوازیں بلند ہوتیں اور نہ ہی عزتوں پر عیب لگایا جاتا،اس مجلسِ مبارک کی غلطیاں (بالفرض کسی سے صادر ہوجائے) پھیلائی نہیں جاتی تھیں ۔اہلِ مجلس آپ میں برابر ہوتے ،(ایک دوسرے پر فخر نہیں کرتے تھے)۔صرف تقویٰ کی وجہ سے ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے تھے،اہلِ مجلس عاجزی کرتے ،بڑوں کی عزت کرتے اورچھوٹوں پر رحم کرتے ،حاجت مندوں کوترجیح دیتے اورمسافر(کے حقوق) کا خیال رکھتے۔''

اس حدیث مبارکہ میں مسلمانوں کے لئے رسولِ کریم ﷺ کی خلوت (گھریلو زندگی)، جلوت (بیرونی زندگی) اور گھر میں یا باہر آپ کی مجلس کے احوال و کیفیات بیان کئے گئے ہیں، جو اُسوۂ حسنہ کا نمونہ اور انفرادی و اجتماعی زندگی میں برادرانہ تعلقات کو قائم رکھنے بلکہ فروغ دینے میں مشعلِ راہ ہیں۔

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنی و احادیثِ مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کو آپس میں اتحاد، اتفاق، محبت، رواداری اور اخوت کو پروان چڑھانے کے لئے ایک دوسرے سے مسکرا کر ملنا چاہیے، جائز کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے، ایک دوسرے کے عیوب کی پردہ پوشی کرنی چاہیے، قطع تعلق نہیں کرنا چاہیے، غیبت و خیانت نہیں کرنی چاہیے، نہ کسی پر تہمت لگانی چاہیے اور نہ ہی تکفیر کرنی چاہیے۔ نہ گالی دینی چاہیے اور نہ ہی ناحق قتل کرنا چاہیے بلکہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرنی چاہیے جو خود کو پسند ہو۔ اس کے علاوہ سخاوت و ایثار کرنے سے آپس میں محبت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ خود غرضی و لالچ سے تعلقات میں خرابی و بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

عمر، منصب، رشتے، نسب اور علم و تقوی کی بنیاد پر ایک دوسرے کا ادب و احترام کرنا چاہیے اور اپنے معاملات کو باہمی مشاورت سے سرانجام دینا چاہیے۔ مثلاً اسلام میں بزرگی یا بڑائی کا لحاظ عمر سے کیا جاتا ہے، جو عمر رسیدہ ہوا سے محافل میں عزت و اوّلیت دی جاتی ہے۔ اگر کسی کو اللہ تعالی نے کسی بڑے منصب پر فائز کیا ہے تو اس کا احترام کیا جائے گا، کسی کا رشتہ بڑا ہے، یعنی والدین، دادا دادی، نانا نانی، چچا تایا، خالہ خالو، ماموں ممانی، پھوپھی پھوپھا وغیرہ، یہاں تک کہ بڑے بھائی بہن تک کی بھی تعظیم کرنا لازمی ہے، کیوں کہ ایسا نہ کرنے پہ احادیث مبارکہ میں سخت وعید ہے، اور بقول عرفا:

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقیست

''اگر تم نے لوگوں کے مرتبے کا لحاظ نہ کیا تو یہ بے دینی ہے۔''

اسی طرح اسلامی معاشرے میں سب سے زیادہ عزت و احترام کے لائق وہ ہستی ہے جو علم و عمل اور تقویٰ سے مزیّن ہو، خواہ وہ عمر، رشتے اور حسب نسب و منصب کے لحاظ سے کم تر ہی کیوں نہ ہو۔ جن معاشروں میں اسلامی اخلاقی اقدار کا خیال رکھا جاتا ہے وہاں اخوت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے اور معاشرہ تیزی سے ترقی کرتا ہے، اور جہاں ادب، لحاظ نہ رہے، وھاں معاشرہ، افراط و تفریط اور تنزّلی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اخوت کو ایسے فروغ دینا چاہیئے کہ بقولِ شاعر:

اخوت اس کو کہتے ہیں چبھے کانٹا جو کابل میں

تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بیدار ہو جائے

رسولِ کریم ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد ''مواخاۃ بین المہاجرین والانصار'' یعنی مہاجرین و انصار کے درمیان جو رشتۂ بھائی چارہ قائم فرمایا، اس کی مثال تاریخ انسانی میں کہیں اور نہیں ملتی۔ صحابہ کرامؓ نے اس بھائی بندی کے رشتے کو حقیقی بھائیوں بڑھ کر نبھایا اور وقت پڑنے پر اپنی جان و مال کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اسی لئے مفکرِ پاکستان شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال فرماتے ہیں:

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمز مسلمانی
اخوت کی جہانگیری محبت کی فروانی

جن لوگوں نے باہمی اخوت کو قائم رکھا، انہوں نے گھر، محلّہ، خاندان اور برادری میں عزت و وقار میں اضافہ کیا اور جن لوگوں نے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچیں اور تکبر وریاکاری اور انا پرستی کے خول کو اپنے اوپر چڑھائے رکھا۔ ان کی نہ تو ان کے اپنے گھر، محلّہ اور خاندان میں کوئی عزت رہی اور نہ ہی انہیں کوئی قابلِ رشک موت نصیب ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم مسلمانوں کو آپس میں برادرانہ تعلقات کو فروغ دینے اور ایک دوسرے کی تکلیفات کا احساس کرتے ہوئے، انہیں دور کرنے میں خلوصِ نیت کے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق نصیب کرے! آمین

حوالہ جات وحواشی

۱۔ آلِ عمران، ۳:۱۰۳

۲۔ الحجرات، ۴۹:۱۰

۳۔ جامع ترمذی، امام ترمذی، باب ۱۲۹۰، ماجاء فی الحسد، حدیث نمبر ۲۰۰۰، ج ۱، ص ۹۰۷

۴۔ جامع ترمذی، ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، باب ۱۲۸۴، ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم، حدیث نمبر ۱۹۹۲، ج ۱، ص ۹۰۴، مترجم: مولانا محمد صدیق ہزاروی سعیدی، فرید بک اسٹال لاہور، ۱۹۸۴ء، ریاض الصالحین، باب تعظیم حرمات المسلمین وبیان حقوقہم، حدیث نمبر ۲۳۶

۵۔ صحیح مسلم، ج ۱، باب ۲۵، حدیث ۱۲۳، جامع ترمذی، باب ۲۱۴، ماجاء فی من رمٰی اخاہ بکفر، حدیث ۵۳۳، ص ۲۲۳

۶۔ ریاض الصالحین باب فی بیان کثرۃ طرق الخیر، حدیث ۱۲۱، صحیح مسلم، باب ۹۳۸، کتاب البر والصہ

۷۔ جامع ترمذی، ج ۱، ماجاء فی الستر علی المسلمین، باب ۱۲۸۵، حدیث ۱۹۹۵، ص ۹۰۵

۸۔ جامع ترمذی، ایضاً، ص ۹۰۶

۹۔ صحیح مسلم، ایضاً، باب ۱۶، حدیث ۷۸

۱۰۔ جامع ترمذی مع شمائل ترمذی، ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ، مترجم: مولانا محمد صدیق سعیدی ہزاروی، ج ۲، فرید بک اسٹال، لاہور، ۱۹۸۴ء، ص ۸۹۱ تا ۸۹۳